غیر مسلموں سے معاشرتی تعلقات اور ان کے حقوق

﴿سید جلال الدین عمری﴾

موجودہ دور میں انسان کی ضروریاتِ زندگی کا دائرہ بہت ہی وسیع ہوتا چلا گیا ہے اور ان میں بڑا تنوع آگیا ہے۔ آج کی تیز رفتار مادی ترقی کے ساتھ ان میں روز بروز اضافہ ہی کا امکان ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ کسی بستی، شہر یا علاقہ ہی کے لئے نہیں بڑے سے بڑے ملک کے لئے بھی ان ضروریات کے سلسلے میں خود کفیل ہونا دشوار ہو رہا ہے۔ اس کے لئے ایک علاقے کو دوسرے علاقے سے اور ایک ملک کو دوسرے ملک سے مدد لینی پڑتی ہے۔ اس طرح درآمد و برآمد ہر ملک کی ضرورت بن گئی ہے۔ ایک چیز ایک ملک میں تیار ہوتی ہے، دوسرا ملک اس کے لئے منڈی فراہم کرتا ہے۔ جن چیزوں کی ضرورت ہے یا جو چیزیں لازمۂ حیات بن گئی ہیں ان کی پیداوار اور تیاری پر کسی خاص قوم یا ملک کی اجارہ داری نہیں ہے۔ انہیں کوئی بھی ملک تیار کر سکتا ہے اور جہاں جس قسم کی ضرورت ہو فراہم کر سکتا ہے۔ اس کے ساتھ بین الاقوامی حالات اور آمد و رفت کی سہولتوں نے قوموں اور ملکوں کو قریب کر دیا ہے کسی ملک کے افراد کا دوسرے ملک میں لمبی مدت تک قیام بلکہ وہاں جاکر آباد ہونا بھی ناممکن نہیں رہا۔ ان حالات میں ایک مسلمان کے سامنے ان اشیاء کے استعمال کا سوال آتا ہے جنہیں غیر مسلم تیار کرتے ہیں۔ اس وقت خاص طور پر غذا اور لباس اور ان کے متعلقات زیر بحث ہیں۔ ان ہی کے ذیل میں بعض سوالات پر گفتگو کی جائے گی۔

☆ الیقین لا یزول بالشک ☆ (فقہی ضابطہ)

معاشرت عرب کے بعض پہلو

غذا اور لباس کا تعلق تہذیب اور معاشرت سے جڑا ہوا ہے، دنیا کی ہر قوم کی طرح مشرکین عرب کی بھی خاص تہذیب اور معاشرت تھی، رسوم و رواج تھے، ان کی مخصوص غذائیں تھیں، ان کی تیاری کا اپنا ایک طریقہ تھا۔ خوشی کے مواقع پر تقریبات اور دعوتوں کا رواج تھا اور ہر تقریب کا الگ نام تھا۔(۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کی اسی تہذیب اور معاشرت میں پیدا ہوئے، صحابہ کرامؓ کا بھی اسی ملک اور اسی تہذیب سے تعلق تھا۔ آپ ﷺ کی اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی غذا، لباس، رہن سہن اور معاشرت وہی تھی جو اہل عرب کی تھی۔

۱۔ بعض تقریبات کا ذکر یہاں نامناسب نہ ہوگا۔

۱۔ ولیمہ: نکاح کے بعد کی تقریب۔

۲۔ عقیقہ: بچہ کی پیدائش پر ساتویں دن کی دعوت۔

۳۔ اعذار: ختنہ کے موقع پر کی جانے والی دعوت،

۴۔ التنفیعه: وہ دعوت جو سفر سے بہ عافیت واپسی پر کی جائے۔

۵۔ الوکیرہ: مکان کی تعمیر کی خوشی میں کی جانے والی دعوت۔

۶۔ الجفلیٰ: دعوت عام،

۷۔ النقریٰ: دعوت خاص،

دعوت کے لئے جو کھانا تیار کیا جاتا ہے اسے المادبہ کہا جاتا ہے۔

ملاحظہ ہو، ابو عمر احمد بن محمد بن عبد اللہ الاندلسی، العقد الفرید، بحث اطعمۃ العرب، ۶/۲۹۰۔۲۹۲ متعلقہ الفاظ کی وضاحت اور تشریح کے لئے لسان العرب بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ ان تقریبات میں سے بعض کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی رکھا اس لئے انہیں سنت کا درجہ حاصل ہے۔

☆ یکرہ الایثار بالقرب ☆ عبادت میں ایثار مکروہ ہے ☆

غذاؤں کی حلّت و حرمت

یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان اپنی غذا کے لئے جن اشیاء کا استعمال کرتا ہے مذہب کی دنیا میں ان کی حلّت و حرمت کا سوال بڑا اہم رہا ہے، بعض چیزیں ایک مذہب میں جائز اور مباح ہیں تو دوسرے مذہب میں وہ ممنوع اور حرام سمجھی گئی ہیں۔ اہل عرب بھی اشیاء کی حلّت و حرمت کے قائل تھے، لیکن اس کی بنیاد زیادہ تر مشرکانہ تصورات اور اوہام و خرافات پر تھی۔ اسلام نے ان کے باطل تصورات کی اصلاح کی اور کہا کہ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔(۱) اس کے ساتھ اس نے یہ بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے کن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔ سورۂ انعام مکی سورت ہے اس میں مشرکین کے غلط رسوم ورواج اور مذہبی خیالات پر تفصیل سے جرح و تنقید ہے۔ اسی میں ارشاد ہے:

قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِیْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ (۲)

کہہ دو کہ مجھ پر جو وحی آئی ہے اس میں کسی کھانے والے پر جو چیزیں کہ وہ کھاتا ہے، میں کوئی چیز حرام نہیں پاتا سوائے اس کے کہ وہ مردار یا بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت، اس لئے کہ وہ ناپاک ہے یا فسق ہو کہ جانور پر ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے لیکن اگر کوئی (جان بچانے کے لئے ان محرمات کے کھانے پر) مجبور ہو جائے اور وہ حد سے نہ بڑھے اور زیادتی نہ کرے تو

۱۔ سورۂ النحل، آیت ۱۱۶،

۲۔ سورۂ الانعام آیت ۱۴۵،

☆ الضرر لا یزال بالضرر ☆ نقصان کا ازالہ نقصان سے نہیں کیا جائے گا ☆

تمہارا رب بڑا معاف کرنے والا اور بڑا رحیم ہے۔(۱)

اس آیت میں بعض وہ چیزیں حرام قرار دی گئی ہیں جنہیں اہلِ عرب حلال سمجھتے اور بے تکلف استعمال کرتے تھے۔ ان کے علاوہ بعض اور چیزوں کی حرمت بھی قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ جیسے شراب کی حرمت(۲) یہاں اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔(۳)

اشیاء میں اصل حلت ہے :

اشیاء کی حلت وحرمت کے سلسلے میں اصولی بات یہ ہے کہ اشیاء میں اصل حلت ہے۔ حرام صرف وہی اشیاء ہیں جنہیں اللہ کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔ ایک مسلمان ان سے لازماً احتراز کرے گا۔ اس کے علاوہ ساری چیزیں حلال ہیں انہیں وہ استعمال کرسکتا ہے۔ حرام وحلال کے اس فرق کے ساتھ وہ جس معاشرے کا فرد ہے اور جہاں اس کی نشوونما ہوئی ہے، وہاں کی غذا اس کی غذا ہوگی اور وہ جہاں بھی جائے گا اور جس ماحول میں بھی رہے گا مناسبِ حال اور اپنی پسند کی غذا استعمال کرے گا، جو چیزیں وہ خود کھاسکتا ہے وہ دوسروں کو بھی کھلا سکتا ہے اور ان کے ساتھ ان چیزوں کے کھانے پینے میں شریک بھی ہوسکتا ہے۔ اس میں مسلم اور غیر مسلم کا بھی فرق نہیں ہے۔ حلال چیزیں غیر مسلم تیار کریں تو ان کی خرید وفروخت اس کے لئے جائز ہوگی۔

اب آیئے اس موضوع کے بعض پہلوؤں کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کسی قدر تفصیل سے مطالعہ کیا جائے۔

۱۔ اس سلسلہ کی مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو راقم کی کتاب ”صحت ومرض اور اسلامی تعلیمات، ص ۱۰۰-۱۰۱

۲۔ سورۃ المائدہ، آیات ۹۰-۹۱،

۳۔ قرآن وحدیث میں مطعومات ومشروبات میں کن چیزوں کو حرام قرار دیا گیا ہے اور کن چیزوں کی حرمت میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے اور کن چیزوں میں کراہت پائی جاتی ہے۔ اس کی تفصیل کے لئے دیکھی جائے۔ قرطبی، الجامع الاحکام القرآن: ۷/ ۱۱۵- ۱۲۳،

غیر مسلم کا پانی پاک ہے:

پانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی حلال اور پاک نعمت ہے۔ ہر جاندار کی حیات کا اس پر دارومدار ہے۔ یہ نعمت سب کے لئے ہے۔ بہت سے لوگ انسانوں کے درمیان ذات پات اور رنگ و نسل کی بنیاد پر فرق کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک اگر کوئی شخص جسے وہ کم تر ذات کا سمجھتے ہیں پانی کو ہاتھ لگادے تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے اور اس کا استعمال ان کے لئے ممنوع ہو جاتا ہے۔ اسلام کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ پانی اصلاً پاک ہے۔ کسی فرد کے ہاتھ لگانے سے وہ ناپاک نہیں ہو جاتا۔ وہ ناپاک اس وقت ہوتا ہے جب کہ اس میں کوئی نجس اور ناپاک چیز کی آمیزش ہو جائے۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے غیر مسلموں کا پانی کھانے پینے حتیٰ کہ عبادات تک کے لئے استعمال کیا ہے۔

حضرت عمران بن حصینؓ ایک سفر کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ رات میں ہم نے ایک جگہ بڑاؤ ڈالا۔ صبح سب کی آنکھ لگ گئی، نماز قضا ہو گئی۔ فوراً بعد میں ادا کی گئی۔ ہمارے پاس پانی ختم ہو چکا تھا۔ شدید پیاس لگی ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سواروں کے ساتھ مجھے پانی کی تلاش میں بھیجا۔ جب ہم نکلے تو دیکھا کہ ایک عورت پانی سے بھرے ہوئے دو مشک اپنی اونٹنی پر لئے جارہی ہے۔ ہم نے اس سے دریافت کیا کہ پانی کہاں مل سکتا ہے؟ اس نے کہا قریب میں پانی نہیں ہے۔ میں اپنے قبیلے سے ایک دن اور ایک رات کا فاصلہ طے کر کے پانی لا رہی ہوں۔ اس نے بتایا کہ وہ ایک بیوہ عورت ہے اور اس کے چھوٹے چھوٹے یتیم بچے ہیں۔ ہم اسے لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ آپ ﷺ کے حکم پر اونٹنی کو بٹھایا گیا۔ آپ ﷺ نے مشک پر دست مبارک رکھا۔ تھوڑا سا پانی لے کر اس پر کلی کی۔ اس کے بعد آپ کا یہ معجزہ دیکھنے میں آیا کہ ہم چالیس افراد تھے۔ ہم سب نے اس سے پانی پیا اور ہمارے پاس جو چھوٹے بڑے برتن تھے سب بھر لئے۔ ایک صاحب کو غسل کی حاجت تھی۔ انہیں اس کے لئے پانی دیا گیا۔ اس کے باوجود یوں محسوس ہو رہا تھا کہ مشک اس قدر بھرے ہوئے ہیں کہ پھٹے جا رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس

عورت سے فرمایا دیکھو ہم نے تمہارا پانی کم نہیں کیا ہے۔ پھر آپ ﷺ کے حکم سے ہم لوگوں نے بچی ہوئی روٹی کے ٹکڑے اور کھجوریں اسے دیں۔ آپ ﷺ نے اس سے کہا جاؤ یہ اپنے بچوں کو کھلاؤ۔ اس نے اپنے قبیلے میں پہنچ کر پورا واقعہ سنایا تو سب لوگ اسلام لے آئے۔(۱)

حضرت عمرؓ کے بارے میں روایت ہے کہ انہوں نے شام کے سفر میں ایک نصرانی عورت کے گھر سے گرم پانی لے کر وضو کیا۔(۲)

امام شافعیؒ نے اس روایت کو یوں نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک نصرانی عورت کے گھڑے سے پانی لے کر وضو کیا۔(۳)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اہل کتاب کے پانی کو اس تفصیل میں گئے بغیر کہ وہ کس قسم کا پانی ہے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ مشرک کے پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ وہ اگر اپنی عبادت کے لئے وضو کرتا ہو تو اس کے بچے ہوئے پانی سے بھی وضو کیا جاسکتا ہے۔ ہاں اگر متعین طور پر یہ معلوم ہو کہ پانی نجس ہے تو وضو صحیح نہ ہوگا۔(۴)

غیر مسلم کی غذا کا حکم:

اب غذاؤں کو لیجئے۔ انسان کی غذا میں کئی طرح کی چیزیں شامل ہیں۔

﴿۱﴾...... بعض چیزیں قدرت کی طرف سے اسے تیار شدہ شکل میں مل جاتی

۱۔ بخاری، کتاب المغازی، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ، باب قضاء الفایت و استحباب تعجیلہ، قاضی شوکانی کہتے ہیں: ثبت فی الصحیحین انه صلی اللّٰہ علیه وسلم توضاء من مزادة مشرکة نیل الاوطار :۱/۲۶،

۲۔ بخاری، کتاب الوضو، باب وضوء الرجل مع امرأۃ، قرطبی نے دار قطنی کے حوالے سے اس واقعہ کی تفصیل نقل کی ہے۔ الجامع الاحکام القرآن: ۱۳/ ۴۴،۴۵،

۳۔ ابن حجر، فتح الباری:۱/ ۲۹۹،

۴۔ ابن حجر، فتح الباری:۱/ ۲۹۹،

☆ التاسیس خیر من التاکید ☆ تاسیس تاکید کی نسبت بہتر ہوتی ہے ☆

ہیں۔ جیسے پھل اور میوے۔ اس میں انسان کا دخل صرف زراعت، شجر کاری اور آب پاشی وغیرہ کی حد تک رہتا ہے۔ بعض اوقات بغیر محنت کے بھی یہ چیزیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ انہیں اگر کوئی غیر مسلم پیدا کرتا ہے تو اس کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ جس طرح مسلمان کی پیداوار جائز ہے اسی طرح غیر مسلم کی پیداوار بھی جائز ہے۔ یہی حکم گیہوں، چاول اور دیگر غذائی اجناس کا ہے۔

﴿۲﴾...... بعض چیزیں وہ ہیں جنہیں آدمی ان کی فطری حالت میں بطور غذا استعمال نہیں کر پاتا، اس لئے ان میں اپنی جسمانی حالت، مزاج اور معدہ کی رعایت سے مناسب ترمیم کر کے استعمال کرتا ہے۔ اسی کے لئے وہ گیہوں سے آٹا تیار کرتا اور آٹے سے روٹی پکاتا ہے، یا دانوں سے تیل نکال کر استعمال کرتا ہے۔ اگر یہ خدمات کوئی غیر مسلم انجام دے تو مسلمان کے لئے ان سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ اگر کوئی اس سے فائدہ اٹھانا نہ چاہے تو بقول علامہ قرطبی یہ اس کی احتیاط ہوگی جواز بہر حال باقی رہے گا۔ (۱)

﴿۳﴾...... جانور کا گوشت بھی انسان کی غذا میں شامل رہا ہے۔ اسلام کی رو سے حلال جانور کا گوشت کھایا جا سکتا ہے۔ اس میں تقرب اور عبادت کا پہلو بھی شامل ہو جاتا ہے۔ اس پر بحث آگے آرہی ہے۔

غیر مسلم کی تیار کردہ غذائی اشیاء:

غیر مسلموں کی تیار کردہ حلال مطعومات استعمال کی جا سکتی ہیں۔ احادیث سے اس کا جواز ثابت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پنیر کا ٹکڑا پیش کیا گیا۔ آپ نے چھری طلب فرمائی، اللہ کا نام لے کر اسے قطع کیا اور تناول فرمایا۔ (۲)

۱۔ قرطبی، الجامع الاحکام القرآن: ۶/ ۷۷،

۲۔ ابوداؤد، کتاب الاطعمہ، باب فی اکل الجبن،

پنیر حجاز میں تیار نہیں ہوتی تھی بلکہ یہ شام وغیرہ سے آتی تھی۔(۱)

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خیبر میں مجھے چربی سے بھرا ہوا ایک جراب (چمڑے کا تھیلا) ملا۔ میں نے اسے اپنے پاس محفوظ کرلیا اور کہا کہ یہ میں کسی کو نہیں دوں گا۔ اتنے میں پلٹ کے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے۔(۲)

اس حدیث کے ذیل میں امام نووی فرماتے ہیں کہ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ یہود کے ذبیحہ کی چربی کا استعمال مسلمانوں کے لئے جائز ہے، مالکیہ اور حنابلہ میں سے بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ چونکہ چربی یہود کے لئے حرام تھی اس لئے ان کے ذبیحہ سے نکلی ہوئی چربی ہمارے لئے بھی حرام ہوگئی، لیکن امام مالک، امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور جمہور علماء اس کے جواز کے قائل ہیں۔ قرآن مجید سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔(۳)

چربی کو محفوظ رکھنے اور اسے قابل استعمال بنانے کے لئے وہ کوئی نہ کوئی طریقہ اختیار کرتے رہے ہوں گے۔ چربی پر مکھن، گھی اور روغن وغیرہ کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔

غیر مسلم کی دعوت قبول کی جاسکتی ہے:

دعوتیں اور تقریبات ہر معاشرت کا ایک لازمی جزء ہیں۔ اس سے خوشی میں شرکت ہوتی ہے، تعلقات استوار ہوتے ہیں اور قربت بڑھتی ہے۔ اسلام نے اس کی ترغیب دی ہے۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو دعوت دے تو اسے قبول کرنا پسندیدہ ہے، بلاوجہ اسے رد نہیں کرنا چاہئے۔(۴)

۱۔ قاضی شوکانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پنیر کے استعمال کے بارے میں فرماتے ہیں: اکل من الجبن المجلوب من بلاد النصاری کما اخرجه احمد و ابوداؤد من حدیث ابن عمرؓ، نیل الاوطار: ۲۶/۱،

۲۔ بخاری، کتاب الذبائح و الصید، باب ذبائح اهل الکتاب و شحومها عن الجرب وغیر هم، مسلم، کتاب الجهاد، باب جواز الاکل من طعام الغنیمة فی دارالحرب،

۳۔ نووی، شرح مسلم، ج ۴ جزء ۱۲، ص ۱۰۲-۱۰۳، نیز ملاحظہ ہو، قرطبی: ۶/۷۷،

۴۔ ملاحظہ ہو، راقم کی کتاب، صحت و مرض اور اسلامی تعلیمات ص ۱۶۹،

غیر مسلم کے ساتھ بھی کھانا پینا مباح ہے۔ وقت ضرورت اسے دعوت دی جاسکتی ہے۔ اور اس کی دعوت قبول کی جاسکتی ہے۔ جس معاشرے میں مختلف مذاہب کے ماننے والے رہتے ہوں وہاں اس طرح کی دعوتوں اور تقریبات کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ اس سے دینی اور سماجی بہت سے فائدے اٹھائے جاسکتے ہیں۔

قرآن مجید نے اہل کتاب کے بارے میں فرمایا:

وَ طَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ حِلٌّ لَّکُمْ وَ طَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّهُمْ۔ (۱)

ان لوگوں کا کھانا جن کو کتاب دی گئی تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ تمہارا ذبیحہ ان کے لئے حلال ہے، کا ایک مفہوم یہ بھی ہے اور اسی کو ترجیح حاصل ہے کہ جس طرح تم ان کا ذبیحہ کھاسکتے ہو اسی طرح تم انہیں اپنا ذبیحہ کھلا سکتے ہو۔ اس کی ممانعت نہیں ہے۔ (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کی دعوت قبول فرمائی ہے۔ حضرت انسؓ کی روایت ہے:

انّ یهودیا دعا النبی صلی اللّٰه علیه وسلم الی خبز شعیر واهالة سنخة فاجابه۔ (۳)

ایک یہودی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کی روٹی اور بدبودار چربی (یا تیل) کی دعوت دی۔ آپ ﷺ نے قبول فرمائی۔

روایات سے ثابت ہے کہ جنگ خیبر کے ختم ہونے کے بعد ایک یہودی عورت نے آپ کے پاس بکری کا گوشت بھجوایا یا آپ ﷺ کی دعوت کی، اس میں زہر تھا۔ آپ

۱۔ سورۃ المائدہ، آیت ۵،

۲۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم: ۲/۲۰،

۳۔ مسند احمد: ۳/۲۱۱، ۲۷۰،

ﷺ نے لقمہ لیتے ہی اسے تھوک دیا۔ اس کے باوجود اس کا اثر آپ ﷺ پر ہوا۔ آپ ﷺ کے ساتھی بشر بن براءؓ کا اسی سے انتقال ہو گیا۔ (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کے کھانے پینے کا اہتمام بھی فرمایا ہے۔ قبیلۂ ثقیف کے وفد کو جو ابھی اسلام نہیں لایا تھا آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں ٹھہرایا۔ حضرت خالد بن سعیدؓ اس کے کھانے کا نظم فرماتے تھے۔ وفد کے لوگ حضرت خالدؓ کے کھانے سے پہلے کھانا نہیں کھاتے تھے۔ (۲)

غیر مسلم کا ذبیحہ:

جانور کا گوشت ہمیشہ سے انسان کی غذا میں شامل رہا ہے۔ اسلام نے حلال جانور کا گوشت کھانے کی اجازت دی ہے۔ اس کے ساتھ بعض شرطیں رکھی ہیں۔

﴿۱﴾...... حلال جانور بھی مردار نہ ہو، چاہے وہ طبعی موت مرا ہو، یا گلا گھونٹنے، یا چوٹ کھانے سے یا کسی بلند مقام سے گرنے یا دوسرے جانور کے سینگ مارنے اور حملہ کرنے سے اس کی موت واقع ہوئی ہو۔ (۳)

﴿۲﴾...... اسے ذبح کیا جائے اور اللہ کے نام پر کیا جائے۔ مشرکین کہا کرتے تھے کہ یہ عجیب بات ہے کہ جس جانور کو اللہ نے مارا ہے وہ تو ناجائز ہے اور جسے انسان ذبح کرے وہ حلال اور جائز ہے۔ قرآن کریم نے اس نامعقول اعتراض کو درخور اعتناء نہیں سمجھا اور کہا کہ اللہ کے نام پر جو جانور ذبح ہو اس کے کھانے میں تکلیف نہیں ہونا چاہئے۔ ارشاد ہے۔

۱۔ بخاری، کتاب المغازی، باب الشاۃ التی سمت، مع فتح الباری: ۷/ ۴۹۷، واقعہ کی تفصیل اور روایات کے اختلافات کے لئے دیکھی جائے۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ: ۳/ ۳۹۴۔ ۴۰۱، نیز ملاحظہ ہو راقم کا مضمون تحائف کی سماجی اور سیاسی اہمیت، سہ ماہی تحقیقات اسلامی، جنوری، مارچ ۱۹۹۶ء

۲۔ قبیلہ ثقیف نے بعض شرائط کے ساتھ بعد میں اسلام قبول کرلیا۔ ابن ہشام: ۴/ ۱۹۴-۱۹۷، ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ۴/ ۵۴۔ ۵۶،

سورۂ المائدہ، آیت ۳،

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيَاتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ○ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ۔ (۱)

پس تم کھاؤ وہ جسے اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہے۔ اگر تم اس کی ہدایت پر یقین رکھتے ہو۔ آخر تم اس جانور کو کیوں نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے تفصیل سے وہ چیزیں بتا دی ہیں جو اس نے تم پر حرام کی ہیں۔ (ان میں یہ ذبیحہ نہیں ہے)

﴿۳﴾...... جو جانور اللہ کا نام لئے بغیر ذبح کیا جائے اس کا کھانا حرام ہے، چنانچہ قرآن کریم نے صراحت کی ہے:

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ط (۲)

جس جانور پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام نہیں لیا گیا ہے اسے مت کھاؤ بیشک یہ فسق ہے۔

﴿۴﴾......اسی وجہ سے جو جانور غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا جائے۔ جیسے بت پرست قومیں بتوں کے نام سے کرتی ہیں یا استھانوں پر جانوروں کا چڑھاوا چڑھاتی ہیں۔ اس کا کھانا حرام ہے۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ ...... وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ (۳)

تم پر حرام کیا گیا ہے۔ ...... اور وہ جانور جسے اللہ کے سوا کسی دوسرے کا نام لے کر ذبح کیا جائے۔

مشرکینِ عرب کسی آسمانی شریعت کے پابند نہیں تھے۔ انہوں نے مذہب کے نام پر حلال و حرام کے کچھ خود ساختہ طریقے اختیار کر رکھے تھے۔ مردار تک کھا جاتے اور ذبح

۱۔ سورۃ الانعام، آیات ۱۱۸-۱۱۹،

۲۔ ایضاً، آیت ۱۲۱،

۳۔ سورۃ البقرہ آیت ۱۷۳

کرتے تو دیوی دیوتاؤں کے نام پر کرتے اس لئے اسلام نے مشرکین کے ذبیحہ کو مسلمانوں کے لئے حرام قرار دیا۔ اس کے برخلاف اہلِ کتاب خدا اور وحی ورسالت کو اصولی طور پر مانتے اور اللہ کے نام پر ذبح کرتے تھے اس لئے ان کے ذبیحہ کو حلال قرار دیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوالْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّھُمْ۔(۱)

آج تمہارے لئے تمام پاک چیزیں حلال کر دی گئیں اور ان لوگوں کا کھانا بھی تمہارے لئے حلال ہے جن کو کتاب دی گئی اور تمہارا کھانا ان کے لئے بھی حلال ہے۔

آیت میں 'طعام' کا لفظ آیا ہے جس کے معنی کھانے کے ہیں۔ اس میں گو عموم پایا جاتا ہے لیکن حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس سے ذبیحہ مراد ہے۔(۲) یہی بات متعدد تابعین سے مروی ہے۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ علماء کا اجماع ہے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ مسلمانوں کے لئے حلال ہے، اس لئے کہ وہ غیر اللہ کے نام سے ذبح کو حرام سمجھتے ہیں اور اللہ ہی کے نام سے ذبح کرتے ہیں۔(۳)

علامہ ابن رشد کہتے ہیں کہ علماء کا اجماع ہے کہ اہلِ کتاب کا ذبیحہ حلال ہے۔ تفصیلات میں بعض باتوں میں اتفاق ہے اور بعض میں اختلاف۔(۴)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اہلِ کتاب کی عورتوں سے نکاح کو ناپسند کرتے تھے لیکن اس کے باوجود ان کے ذبیحہ کے استعمال میں کوئی حرج نہیں محسوس کرتے تھے۔(۵)

علامہ نووی فرماتے ہیں اہلِ کتاب کے ذبیحہ کے حلال ہونے پر اجماع ہے۔ صرف

۱۔ سورۃ المائدہ، آیت ۵،

۲۔ امام بخاری فرماتے ہیں: قال ابن عباس طعامھم ذبائحھم، بخاری، کتاب الذبائح والصید،

۳۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم: ۲/۱۹،

۴۔ تفصیل کے لئے دیکھی جائے، بدایۃ المجتہد: ۴/۱۲۶ اور اس سے آگے۔

۵۔ جصاص، احکام القرآن: ۳۹۶،

شیعہ حضرات کو اس سے اختلاف ہے۔(۱) فقہاء احناف نے اس معاملے میں ذمی اور حربی کا بھی فرق نہیں کیا ہے۔ان کے نزدیک کتابی چاہے ذمی ہو یا حربی اس کا ذبیحہ حلال ہے۔(۲)

ایک سوال یہ ہے کہ نصاریٰ کبھی حضرت مسیحؑ کے نام پر اور کبھی کسی کنیسہ کے نام پر بھی جانور ذبح کرتے ہیں۔ یہود (کا ایک فرقہ) حضرت عزیرؑ کے نام پر ذبح کرتا ہے۔اس طرح کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

سلف میں بہت سے لوگوں کا خیال یہ ہے کہ ہمیں اس سے بحث نہیں کہ وہ کس کے نام سے ذبح کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے عقائد و اعمال سے واقف ہے، اس کے باوجود جب اس نے ان کا ذبیحہ حلال کیا ہے تو اسے حلال ہونا چاہئے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ صحابہ کرامؓ میں حضرت ابودرداءؓ اور عبادہ بن صامتؓ کی رائے ہے۔ تابعین میں حضرت عطاءؒ، زہری، ربیعہ، شعبی اور مکحولؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔ لیکن حضرت علیؓ حضرت عائشہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی رائے یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اگر اللہ کے سوا کسی دوسرے کے نام پر جانور ذبح کریں تو یہ ہمارے لئے حلال نہ ہوگا۔ اس لئے کہ قرآن نے صاف طور پر اس جانور کو حرام قرار دیا ہے اور اس کے کھانے کی ممانعت کی ہے جو اللہ کے نام پر ذبح نہ کیا گیا ہو (۳) تابعین میں حضرت حسن بصری اور طاؤس کی بھی یہی رائے ہے۔(۴)

بظاہر یہی دوسری رائے کتاب و سنت سے زیادہ قریب اور صحیح معلوم ہوتی ہے۔

اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ مسلمان کتابی سے جانور ذبح کرائے تو یہ ذبیحہ جائز ہوگا یا نہ ہوگا۔ امام مالک سے جواز اور عدم جواز دونوں طرح کے اقوال ملتے ہیں۔ جن لوگوں نے اسے ناجائز کہا ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ ذبیحہ کے حلال ہونے کے لئے نیت شرط ہے۔ایک مسلمان کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ اسلامی شرائط کے مطابق جو جانور وہ ذبح کر رہا ہے وہ حلال ہے۔اس طرح

۱۔ نووی، شرح مسلم، جلد ۴ جز ۱۲، ص ۱۰۲،

۲۔ ابن عابدین، ردالمحتار علی الدر المختار: ۵/ ۲۵۸،

۳۔ سورۃ الانعام آیت ۱۲۱،

۴۔ نووی، شرح مسلم، جلد ۴، جز ۱۲، ص ۱۰۲-۱۰۳، قرطبی، الجامع الاحکام القرآن، ۶/ ۷۶،

☆ لاثواب الا بالنية ☆ (فقہی ضابطہ)

کی نیت کتابی کی نہیں ہوتی۔ جن لوگوں نے اسے جائز قرار دیا ہے انہوں نے یہ شرط تسلیم نہیں کی۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ نے ان کے ذبیحہ کو حلال قرار دیا ہے۔ لہٰذا وہ مسلمان کی طرف سے اس معاملہ میں نیابت بھی کر سکتا ہے۔(۱) احناف کے نزدیک کسی مسلمان کا کتابی سے جانور ذبح کرانا مکروہ ہے لیکن جانور حلال ہوگا۔(۲)

غیر مسلم کے برتن:

جو برتن غیر مسلم افراد یا کمپنیاں تیار کرتی ہیں ان کی خرید و فروخت یا استعمال کے مباح ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ البتہ جو برتن ان کے استعمال میں ہوں ان کے بارے میں سوال یہ ہے کہ ان کا استعمال صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح ہے تو اس کے ساتھ کچھ شرائط ہیں یا نہیں؟ اس کا جواب متعدد احادیث میں ملتا ہے۔

حضرت ابو ثعلبہ خشنیؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہم لوگ ایسے علاقے میں رہتے ہیں جہاں اہلِ کتاب ہیں، کیا ہم ان کے برتن کھانے کے لئے استعمال کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فان وجدتم غیر انیتهم فلاتاکلوها وان لم تجدوا فاغسلوها ثم کلوا فیها۔(۳)

اگر تمہیں ان کے برتوں کے علاوہ دوسرے برتن دستیاب ہوں تو ان کے برتنوں میں نہ کھاؤ۔ لیکن اگر دستیاب نہ ہوں تو انہیں دھولو پھر ان میں کھاؤ۔

حضرت ابو ثعلبہ ہی سے مروی ایک روایت میں اہل کتاب کے ساتھ مجوس کا

۱۔ ابن رشد، بدایۃ المجتہد: ۴/۱۲۷،

۲۔ ہدایہ: ۴/۴۴۸،

۳۔ بخاری، کتاب الصید والذبائح، باب صید القوس، مسلم، کتاب الصید والذبائح، باب الصید بالکلاب المعلمۃ،

بھی ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابو ثعلبہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔

انّا اھل سفر نمر بالیھود و النصاریٰ والمجوس فلا نجد غیرٰ انیتھم قال فان لم تجدو اغیرھا فاغسلوھا بالماء ثم کلوا فیھا و اشربوا۔ (۱)

ہم (ہمیشہ) سفر میں رہنے والے لوگ ہیں۔ ہمارا گزر یہود، نصاریٰ اور مجوس کے علاقوں سے ہوتا ہے۔ ہمارے پاس ان کے برتنوں کے علاوہ دوسرے برتن نہیں ہوتے (ایسی صورت میں میں کیا کیا جائے؟) آپ نے فرمایا اگر ان کے برتنوں کے علاوہ دوسرے برتن نہ ہوں تو تم انہیں پانی سے دھولو پھر ان میں کھاؤ اور پیو۔

ایک اور روایت میں ہے:

سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قدور المجوس فقال انقوھا غسلا واطبخوا فیھا۔ (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجوس کے کھانا پکانے کے برتنوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں دھو کر پاک کرلو اور پھر ان میں کھانا پکاؤ۔

حضرت ابو ثعلبہ خشنیؓ کی مذکورہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر مسلم چاہے وہ اہلِ کتاب ہوں یا مجوس اور بت پرست۔ کے استعمالی برتن اس وقت استعمال کئے جانے چاہئیں جب کہ دوسرے برتن دستیاب نہ ہوں اور استعمال سے پہلے انہیں خوب صاف کرلینا چاہئے۔ حضرت ثعلبہؓ ہی کی ایک اور روایت سے اس کی وجہ بھی سامنے آتی ہے۔ اس روایت میں ان کا سوال ان الفاظ میں نقل ہوا ہے۔

۱۔ ترمذی، ابواب الصید باب ماجاء مایوکل من صید الکلب وما لا یوکل،

۲۔ ترمذی، ابواب السیر، باب ماجاء فی آنیۃ المشرکین۔

☆ اذا تعارض الحقوق قدم منھا المضیّق ☆

انا نجاور اهل الكتاب وهم يطبخون في قدورهم الخنزير ويشربون في انيتهم الخمر۔

ہم اہلِ کتاب کے پڑوس میں رہتے ہیں اور اپنی ہانڈیوں میں خنزیر کا گوشت پکاتے اور اپنے برتنوں میں شراب پیتے ہیں (کیا یہ برتن ہم استعمال کر سکتے ہیں؟)

اس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا:

ان وجدتم غيرها فكلوا فيها و اشربوا وان لم تجدوا غيرها فارحضوها بالماء۔ (۱)

اگر تمہیں ان برتنوں کے علاوہ دوسرے برتن دستیاب ہوں تو تم ان ہی میں کھاؤ اور پیو۔ اگر دوسرے برتن نہ ہوں تو انہیں پانی سے دھو کر صاف کر لو۔

اس سے صاف واضح ہے کہ یہ اہلِ کتاب یا غیر مسلموں کے ان برتنوں کا حکم ہے جنہیں وہ حرام اور ناپاک چیزوں کے پکانے اور کھانے پینے کے لئے استعمال کرتے تھے۔ جو برتن ان چیزوں کے لئے استعمال نہ ہوں ان کے بارے میں یہ حکم نہ ہوگا کہ "اہتمام کے ساتھ پاک صاف کر کے بدرجہ مجبوری استعمال کیا جائے۔" اس سے ایک بات یہ بھی نکلتی ہے کہ اچھی طرح دھو دینے کے بعد ہر طرح کے برتن استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتے تھے۔ مشرکین کے کھانے پینے کے جو برتن ہاتھ آتے انہیں استعمال کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اس پر کوئی اعتراض نہیں فرمایا۔ (۲)

ایک روایت میں ہے کہ ہم انہیں دھو کر استعمال کر لیا کرتے تھے۔ (۳)

۱۔ ابوداؤد کتاب الاطعمہ، باب في استعمال آنية اهل الكتاب،

۲۔ ایضاً،

۳۔ ابن حجر، فتح الباری: ۹/ ۶۲۳،

☆ عام کی تخصیص نیت کے ساتھ دیانۃ مقبول ہوتی ہے نہ کہ قضاءً ☆

امام نووی فرماتے ہیں، حضرت ابو ثعلبہؓ کی روایت میں غیر مسلم جن برتنوں میں خنزیر کا گوشت پکاتے یا شراب پیتے ہیں ان کے استعمال سے، اگر دوسرے برتن موجود ہوں تو، منع کیا گیا ہے کیونکہ اس میں کراہت محسوس ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ جو دوسرے برتن ہیں، فقہاء کے نزدیک وہ دھونے کے بعد پاک ہو جاتے ہیں۔ ان میں کوئی کراہت باقی نہیں رہتی۔ آدمی کے پاس دوسرے برتن ہوں تو بھی انہیں وہ استعمال کر سکتا ہے۔(۱)

علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ غیر مسلم کے برتنوں کو استعمال کرنے سے پہلے انہیں دھونے اور بعض صورتوں میں پانی کھولا کر انہیں صاف کرنے کی ہدایت اس لئے ہے کہ وہ نجاسات سے بچتے نہیں ہیں اور مردار کھاتے ہیں۔ دھوئے بغیر پکانے میں برتن مٹی کے ہوں تو ان کے اثرات آسکتے ہیں۔ دھونے اور صاف کرنے کے بعد ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بشرطیکہ برتن سونے اور چاندی کے نہ ہوں یا خنزیر کے کھال سے نہ بنے ہوں (جیسے مشکیزہ وغیرہ) حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ضرورت ہو اور برتن تانبے یا لوہے کے ہوں تو انہیں دھو دیا جائے اور مٹی کے ہوں تو اس میں پانی پکانے کے بعد دھو دیا جائے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ جو برتن وہ کھانا پکانے کے لئے نہیں بلکہ دوسری ضروریات کے لئے استعمال کرتے ہیں انہیں دھوئے بغیر استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(۲)

علامہ عینی فرماتے ہیں کہ کسی غیر مسلم کے برتن سے طہارت (استنجاء، وضو، غسل) حاصل کی جائے اور اس کا پاک یا ناپاک ہونا واضح نہ ہو تو اگر غیر مسلم کا تعلق کسی ایسی قوم سے ہے جس کے نزدیک اس برتن کے استعمال سے کوئی مذہبی جذبہ یا تقدس وابستہ نہیں ہے تو قطعی طور پر طہارت صحیح ہو جائے گی، لیکن اگر اس کا تعلق کسی ایسی قوم سے ہے جس کے نزدیک اس برتن کے استعمال میں کوئی دینی جذبہ یا تقدس پایا جاتا ہے تو اس صورت میں بھی صحیح مسلک یہی ہے کہ طہارت ہو جائے گی۔ امام اوزاعی، ثوری، امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور ان کے اصحاب اس برتن کے استعمال میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ ابن منذر کہتے ہیں کہ

۱۔ نووی، شرح مسلم، جلد ۵، جزء ۱۳، ص ۷۹-۸۰،

۲۔ قرطبی، الجامع الاحکام القرآن، ۶/ ۷۸،

امام احمد اور اسحق بن راہویہ کے علاوہ مجھے نہیں معلوم کہ کسی نے بھی اسے ناپسند کیا ہو۔(۱)

غیر مسلم کے کپڑے :

غیر مسلم بنکروں یا ان کے کارخانوں کے تیار کردہ کپڑے کا استعمال بالاتفاق جائز ہے۔ البتہ ان کے استعمال شدہ کپڑوں کے بارے میں علماء کے یہاں کچھ تفصیل ملتی ہے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی کہتے ہیں کہ اہل کتاب کے استعمال شدہ کپڑے، جیسے عمامہ، طیلسان (وہ چادر جو لباس کے اوپر عبا کی طرح اوڑھی جاتی ہے) یا بدن کے اوپر کے حصے میں استعمال ہونے والے کپڑے تو یہ استعمال کئے جا سکتے ہیں۔

البتہ جسم کے نچلے حصے کے لئے جو کپڑے استعمال ہوتے ہیں ان سے احتراز اولی ہے۔ اس لئے کہ یہ لوگ عبادت کے لئے طہارت کا خیال نہیں رکھتے۔ ابو الخطاب کہتے ہیں کہ اصل طہارت ہے۔ جب تک کسی کپڑے کے ناپاک ہونے کا ثبوت نہ ہو اسے پاک ہی سمجھنا چاہئے۔(۲)

غیر اہل کتاب، مجوسیوں اور بت پرستوں کے برتنوں اور کپڑوں کے بارے میں ابو الخطاب کہتے ہیں کہ ان کا حکم بھی اہل کتاب ہی کا ہے۔ یعنی ان کے کپڑے اور برتن پاک سمجھے جائیں گے اور ان کا استعمال جائز ہوگا۔ جب تک کہ ان کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو۔ یہی امام شافعی کا مسلک ہے۔

یہ تو استعمالی کپڑوں کا حکم ہے۔ وہ کپڑے جو غیر مسلم تیار کرتے ہیں وہ پاک ہیں۔ ان میں نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ یہی کپڑے استعمال کرتے تھے۔ فقہاء کی عام رائے یہی ہے۔(۳)

غیر مسلموں سے معاشرتی روابط کے بعض اور پہلوؤں کی سماجی تعلقات کے تحت وضاحت ہو سکے گی۔

۱۔ عینی، عمدۃ القاری: ۲/۳۹۱،

۲۔ ابن قدامہ، المغنی: ۱/۱۱۱،

۳۔ ایضاً، ص ۱۱۲،